قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

Online Edition

مدیر۔ ابو سعید

بدھ 5 جنوری 2022ء | یکم جمادی الثانی 1443 ہجری قمری | 05 صلح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:04

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کی وفات سے کچھ دیر قبل میرا بھائی عبدالرحمان میرے حجرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ میں نے اپنے سینے کے ساتھ حضور ﷺ کو سہارا دیا ہوا تھا میری نظر حضور ﷺ پر پڑی میں نے دیکھا کہ آپؐ عبدالرحمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ حضورؐ کو مسواک کرنا بہت پسند تھا اور صحت کے زمانے میں اس کا بہت اہتمام کرتے تھے جبکہ بیماری میں ایسا نہ کر سکتے تھے۔ شاید اس وقت مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں نے حضور ﷺ سے پوچھا: عبدالرحمٰن سے مسواک لے کر آپ کو دوں؟ میرے سوال پر حضورؐ نے سر سے اشارہ کیا ہاں۔ اس پر میں نے عبدالرحمان سے مسواک لے کر حضور ﷺ کو دے دی حضور ﷺ نے مسواک منہ میں رکھی لیکن ضعف بہت تھا۔ دانتوں سے چبانے کی طاقت نہ تھی۔ میں نے پوچھا۔ میں مسواک آپ کے لئے اپنے دانتوں سے چبا کر نرم کردوں؟ آپ نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ پھر میں نے حضورؐ سے مسواک پکڑی اور اس کو اپنے دانتوں میں خوب چبا کر آپؐ کے لئے بالکل نرم اور ملائم کر دیا۔ اور حضور ﷺ نے اسے اپنے دانتوں پر اچھی طرح پھیرا۔

(ماخوذ از صحیح بخاری، کتاب المغازی باب مرض النبیؐ و وفاتہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

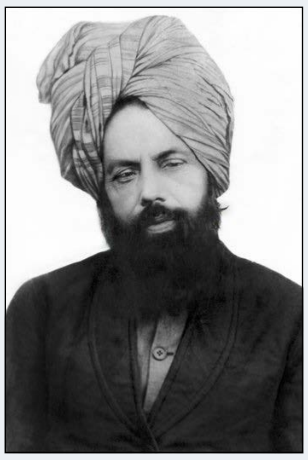

حقیقی توبہ کے لئے پاکیزگی اور طہارت شرط ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’بیشک اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 148 - 149 ایڈیشن 1984ء)

’’جو لوگ باطنی اور ظاہری پاکیزگی کے طالب ہیں مَیں اُن کو دوست رکھتا ہوں۔ ظاہری پاکیزگی باطنی طہارت کی مدّ اور معاون ہے۔ اگر انسان اسے ترک کر دے اور پاخانہ پھر کر بھی طہارت نہ کرے، تو باطنی پاکیزگی پاس بھی نہیں پھٹکتی۔ پس یاد رکھو کہ ظاہری پاکیزگی اندرونی طہارت کو مُستلزم ہے۔ اس لیے ہر مُسلمان کے لئے لازم ہے کہ کم از کم جمعہ کے دن ضرور غسل کرے۔ ہر نماز میں وُضو کرے۔ جماعت کھڑی ہو تو خوشبو لگائے۔ عیدین اور جمعہ میں جو خوشبو لگانے کا حکم ہے وُہ اسی بنا پر قائم ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے اجتماع کے وقت عفونت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لیے غسل کرنے اور صاف کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے سے سمیّت (زہر) اور عفونت سے روک ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں یہ قانون مقرر کیا ہے۔ ویسا ہی قانون مرنے کے بعد بھی رکھا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 164 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿۳۳﴾

(الاحزاب:34)

ترجمہ: اے اہلِ بیت! یقیناً اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی آلائش دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

۔۔۔۔ یہ تمام باتیں ایسی ہیں جو صفائی کے ساتھ ساتھ حفظان صحت کے اصولوں کے لئے بھی ضروری ہیں۔ اب پانی سے ناک صاف کرنے کا جو حکم ہے یہ وضو کرتے وقت دن میں پانچ دفعہ ہے اور اگر ناک میں پانی چڑھا کر صاف کیا جائے تو کافی حد تک نزلے وغیرہ سے بھی بچا جا سکتا ہے۔ مجھے کسی نے بتایا کہ جرمنی میں کسی کو نزلہ ہو گیا اور ڈاکٹر کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ تم لوگ جو مسلمان ہو، پانچ وقت وضو کرتے ہو تو ناک میں پانی چڑھاتے ہو، تم اگر اس طرح کرو تو کافی حد تک نزلے سے بچ سکتے ہو۔ یہ اس ڈاکٹر کی اپنی سوچ یا تحقیق تھی یا اس پر کوئی اور تحقیق ہو رہی ہے یا ہوئی ہے لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بہرحال اس میں حقیقت ہے۔ اس کا کوئی فائدہ ہوتا ہے۔ ہر ایک کے لئے ناک میں پانی چڑھانا مشکل ہوگا کیونکہ ناک میں زور سے پانی چڑھانا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ذرا سی تکلیف بھی ہوتی ہے لیکن میں نے تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ اگر ناک میں پانی ٹھیک طرح چڑھایا جائے اور صاف کیا جائے تو نزلے میں کافی فرق پڑتا ہے۔ پھر ناخن کٹوانا ہے، اس میں ہزار قسم کے گند پھنس جاتے ہیں لیکن آج کل بعض مردوں میں لیکن عورتوں میں تو اکثریت میں یہ فیشن ہو گیا ہے کہ لمبے لمبے ناخن رکھو اور ان کو کوئی گندگی کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ بہرحال یہ سب پر واضح ہو جانا چاہئے کہ ناخن کٹوانے کا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور لمبے ناخن رکھنے کا نقصان ہی ہے فائدہ کوئی نہیں۔ صفائی کے ضمن میں ایک انتہائی ضروری بات جو جماعتی طور پر ضروری ہے وہ ہے جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنا۔ اس کا پہلے میں ذکر کر چکا ہوں۔ اس کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے۔ اور خدام الاحمدیہ کو وقارِ عمل بھی کرنا چاہئے۔ اور اگر عمارت کے اندر کا حصہ ہے تو لجنہ کو بھی اس میں حصہ لینا چاہئے۔ اور اس میں سب سے اہم عمارات مساجد ہیں مساجد کے ماحول کو بھی پھولوں، کیاریوں اور سبزے سے خوبصورت رکھنا چاہئے، خوبصورت بنانا چاہئے۔ اور اس کے ساتھ ہی مسجد کے اندر کی صفائی کا بھی خاص اہتمام ہونا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 23؍ اپریل 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- سانحۂ سیالکوٹ (منظوم)
- احکام خداوندی (قسط نمبر 24)
- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
- عبادالرحمٰن کی نشانیاں

سانحۂ سیالکوٹ

کہتے ہو خود کو دیوانہ
ہاں دیوانے، تم دیوانے
پر کس کے ہوئے تم دیوانے؟
یہ عشقِ خدا اور عشقِ نبی
اس رمز کو تم سمجھے ہی نہیں
یہ رمز تو ولیوں والا ہے
یہ بوٹا کلیوں والا ہے
پر تم کو ہے کیا کچھ اس کا پتا
مسمار ہو کرتے روحوں کو
زندہ انسان جلاتے ہو
کیا حق ہے تم کو بتلاؤ
یہ راز ہمیں بھی سمجھاؤ
وہ رحمت، جس کے نام پہ تم
یہ قتل و غارت کرتے ہو
ہر اک پہ لگاتے ہو فتویٰ
ہر اک کو کافر کہتے ہو
تم قتل کرو تو دیوانے؟

کرو ظلم و ستم تو دیوانے؟
ظلمت کے نام پہ دیوانے؟
بو جہل بنو تو دیوانے؟
فرعون بنو تو دیوانے؟
وہ طائف کا دن یاد ہے کیا
کفار کےوہ سب ظلم و ستم
آقا نے کس سے بدلہ لیا؟
کیوں سب کو اس نے معاف کیا؟
اس کی تعلیم تو امن کی تھی
وہ پیار سکھانے آیا تھا
تم جیسے وحشی درندوں کو
انسان بنانے آیا تھا
تم نام پہ اس کے جانے کیوں
ظلمت کی آگ جلاتے ہو
اور اس پہ ستم کہ خود کو تم
عشاقِ رسول بتاتے ہو
کیا عشق کا مطلب جانتے ہو؟

اسلام کو کیا پہچانتے ہو؟
تم جا کے پڑھو قرآن ذرا
اور کھول بخاری کو دیکھو
یہ خون جو ناحق بہتا ہے
ہے قرض تمہاری گردن پر
ایمان کو گروی رکھ کر تم
جو ڈھونگ رچائے بیٹھے ہو
تم روپ اپنا کر مسلم کا
بہروپ بنائے پھرتے ہو
جب اٹھے گا یہ پردہ تو خدا
خاکستر کر دے گا تم کو
گر شرم ہے کچھ باقی تو سنو
قرآن کو پڑھو
سیرت پہ چلو
بس اتنا کرو
بس اتنا کرو

صدف علیم صدیقی۔ ریجائنا، کینیڈا

دربارِ خلافت

میں نے اُن کو یقین دلایا کہ میں مرزائی بننے نہیں جارہا، صرف قرآنِ شریف سننے جارہا ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت سید ولایت شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں 1897ء میں شہر سیالکوٹ کے امریکن مشن ہائی سکول کی پانچویں جماعت میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ پہلے بورڈنگ ہاؤس میں رہتا تھا۔ پھر اپنے انگریزی کے استاد کی سفارش پر آغا محمد باقر صاحب قزلباش رئیس کے ہاں اُن کے دو برادرانِ خورد کا ٹیوٹر مقرر ہوا اور ایک الگ چوبارہ رہائش کے واسطے دیا گیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی نسبت سنا ہوا تھا لیکن چونکہ یہ اپنے پرانے رسمی عقائد کے مطابق نہ تھے اس لئے تحقیق کی طرف بھی توجہ نہ دی۔ علاوہ ازیں عوام کچھ ایسے غلط پیرائے میں حضرت اقدس کی تعلیم پیش کرتے تھے کہ دل میں ان کو سننے سے بھی نفرت پیدا ہوگئی تھی۔ کچھ دنوں بعد شہر میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی اور کثرت سے لوگ مرنے لگے۔ ایک دن نیچے بازار میں دیکھا تو کئی جنازے اور ارتھیاں گزر رہی تھیں اور اُن کے لواحقین ماتم کرتے جارہے تھے۔ اس عبرتناک نظارے سے مجھے خیال آیا کہ یہ ایک متعدی بیماری ہے۔ ممکن ہے کہ مجھ پر بھی حملہ کر دے اور اگر خدانخواستہ موت آجائے تو مجھ جیسا نالائق انسان خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں کونسے نیک اعمال پیش کرے گا۔ پھر اعمال حسنہ تو ایک طرف رہے، چھوٹی سی عمر میں اپنے گاؤں کی مسجد میں پڑھا ہوا قرآنِ کریم بسبب تلاوت نہ جاری رکھنے کے بھول چکا ہے۔ (یعنی نیکیاں تو علیحدہ رہیں جو بچپن میں قرآن شریف پڑھا تھا وہ بھی بھول گیا ہے کیونکہ اُس کے بعد کبھی پڑھا نہیں)۔ کہتے ہیں کہ یہ درست ہے کہ میں اپنی کلاس میں اوّل ہوں لیکن عقبیٰ میں یہ تو نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے انگریزی اور حساب وغیرہ میں کتنے نمبر حاصل کئے۔ اس خیال سے اتنی ندامت محسوس ہوئی کہ دل میں مصمّم ارادہ کرلیا کہ قرآنِ شریف کو ازسرنو کسی نہ کسی سے ضرور صحیح طور پر پڑھوں گا۔ پہلے خود قرآنِ کریم کو کھول کر پڑھا لیکن یقین نہ آیا کہ آیا میں بالکل صحیح پڑھ

بقیہ صفحہ 10 پر

قدسیہ نور والا۔ ناروے

احکام خداوندی

قسط نمبر 24

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

اخلاقیات
حصہ 9

انصاف کی تائید میں گواہ بننا

•یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۫ وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ ھُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ

(المائدہ: 9)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

ماپ تول میں انصاف کرنا اور کم نہ تولنا

•قَدۡ جَآءَتۡکُمۡ بَیِّنَۃٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ فَاَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَ الۡمِیۡزَانَ وَ لَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَھُمۡ وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِھَا ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ

(الاعراف: 86)

یقیناً تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے کھلی کھلی نشانی آ چکی ہے۔ پس ماپ اور تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلایا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر تھا اگر تم ایمان لانے والے ہوتے۔

•اَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُخۡسِرِیۡنَ

•وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِیۡمِ

•وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَھُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ

(الشعراء: 182 تا 184)

پورا پورا ماپ تولو اور ان میں سے نہ بنو جو کم کر کے دیتے ہیں۔

اور سیدھی ڈنڈی سے تولا کرو۔

اور لوگوں کے مال ان کو کم کر کے نہ دیا کرو اور زمین میں فسادی بن کر بدامنی نہ پھیلاتے پھرو۔

فاسق اور بدکردار کی خبر کی چھان بین کرنے کا حکم

• یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا اَنۡ تُصِیۡبُوۡا قَوۡمًۢا بِجَھَالَۃٍ فَتُصۡبِحُوۡا عَلٰی مَا فَعَلۡتُمۡ نٰدِمِیۡنَ

(الحجرات: 7)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑے۔

ہم جنس پرستی، ڈاکہ ڈالنے اور ناپسندیدہ باتوں سے اجتناب

•اَئِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ وَ تَقۡطَعُوۡنَ السَّبِیۡلَ ۬ۙ وَ تَاۡتُوۡنَ فِیۡ نَادِیۡکُمُ الۡمُنۡکَرَ ؕ فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوۡمِہٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا ائۡتِنَا بِعَذَابِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ

(العنکبوت: 30)

کیا تم (شہوت کے ساتھ) مَردوں کی طرف آتے ہو اور راہزنی کرتے ہو اور اپنی مجالس میں سخت ناپسندیدہ باتیں کرتے ہو۔ پس اس کی قوم کا جواب کچھ نہ تھا مگر (یہ) کہ انہوں نے کہا ہمارے پاس اللہ کا عذاب لے آ اگر تُو سچوں میں سے ہے۔

چور کا ہاتھ کاٹنے کی سزا

•وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَۃُ فَاقۡطَعُوۡۤا اَیۡدِیَھُمَا جَزَآءًۢ بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ

(المائدہ: 39)

اور چور مرد اور چور عورت سو دونوں کے ہاتھ کاٹ دو اُس کی جزا کے طور پر جو انہوں نے کمایا (یہ) اللہ کی طرف سے بطور عبرت (ہے) اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

مہمان نوازی

•ھَلۡ اَتٰىکَ حَدِیۡثُ ضَیۡفِ اِبۡرٰھِیۡمَ الۡمُکۡرَمِیۡنَ

•اِذۡ دَخَلُوۡا عَلَیۡہِ فَقَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوۡمٌ مُّنۡکَرُوۡنَ

•فَرَاغَ اِلٰۤی اَھۡلِہٖ فَجَآءَ بِعِجۡلٍ سَمِیۡنٍ

•فَقَرَّبَہٗۤ اِلَیۡھِمۡ قَالَ اَلَا تَاۡکُلُوۡنَ

•فَاَوۡجَسَ مِنۡھُمۡ خِیۡفَۃً ؕ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ؕ وَ بَشَّرُوۡہُ بِغُلٰمٍ عَلِیۡمٍ

(الذاریات: 25 تا 29)

کیا تجھ تک ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے؟ جب وہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے کہا سلام! اس نے بھی کہا سلام! (اور جی میں کہا) اجنبی لوگ (معلوم ہوتے ہیں) وہ جلدی سے اپنے گھر والوں کی طرف گیا اور ایک موٹا تازہ (بُھنا ہوا) بچھڑا لے آیا۔ پھر اُسے ان کے سامنے پیش کیا (اور) پوچھا کیا تم کھاؤ گے نہیں؟۔ تب اُس نے ان کی طرف سے خوف محسوس کیا۔ انہوں نے کہا ڈر نہیں۔ اور انہوں نے اُسے ایک صاحبِ علم بیٹے کی خوشخبری دی۔

تحفے کے بدلے اچھا تحفہ پیش کرنے کا حکم

•وَ اِذَا حُیِّیۡتُمۡ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡھَاۤ اَوۡ رُدُّوۡھَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ حَسِیۡبًا

(النساء: 87)

اور اگر تمہیں کوئی خیرسگالی کا تحفہ پیش کیا جائے تو اسے بہتر پیش کیا کرو یا وہی لَوٹا دو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

چیز کھونے پر غم نہ کرنا

لِّکَیۡلَا تَاۡسَوۡا عَلٰی مَا فَاتَکُمۡ وَ لَا تَفۡرَحُوۡا بِمَاۤ اٰتٰىکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرِۣ

(الحدید: 24)

(یاد رہے یہ تقدیرِ الٰہی ہے) تا کہ تم اس پر جو تم سے کھویا گیا غم نہ کرو اور اُس پر اِتراؤ نہیں جو اُس نے تمہیں دیا اور اللہ کسی تکبر کرنے والے، بڑھ بڑھ کر فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

کسی پے اللہ کا فضل دیکھ کر حرص نہ کرنا

•وَ لَا تَتَمَنَّوۡا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعۡضَکُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا اکۡتَسَبُوۡا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا اکۡتَسَبۡنَ ؕ وَ سۡـَٔلُوا اللّٰہَ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا

(النساء: 33)

اور اللہ نے جو تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اس کی حرص نہ کیا کرو۔ مردوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو وہ کمائیں۔ اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو وہ کمائیں۔ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف محمود)

سید عمار احمد

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

قسط 15

ارشاد برائے سرینگر کشمیر

• ریاست جموں کے ایک معزز ہندو اہلکار ساکن قادیان حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر تھے۔ اثنائے گفتگو میں انہوں نے کشمیر کی آب و ہوا کی تعریف کرتے ہوئے عرض کیا کہ جناب بھی کبھی کشمیر کی سیر کے واسطے تشریف لاویں۔

فرمایا:۔ ہمارا یہ مذہب نہیں کہ صرف تفریح کے واسطے یا سیر و تماشا کے واسطے کوئی سفر کریں۔ ہاں جس دینی کاروبار میں ہم مصروف ہیں اگر اس کی ضرورتوں میں ہم کو کوئی سفر پیش آجاوے۔ اور خدمت دین کے واسطے کشمیر جانا بھی ضروری پڑ جاوے تو پھر ہم تیار ہیں کہ اس ملک کو جاویں۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 228 ایڈیشن 1984ء)

ارشادات برائے پنجاب

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

• انسان کا کمال یہ ہے کہ اس میں حقیقی معرفت اور سچی فراست جو ایمانی فراست کہلاتی ہے (جس کے ساتھ اللہ کا ایک نور ہوتا ہے جو اس کی ہر راہ میں راہنمائی کرتا ہے) پیدا ہو۔ بدوں اس کے انسان دھوکے سے نہیں بچ سکتا اور رسم و عادت کے طور پر کبھی کبھی نہیں بلکہ بسا اوقات سم قاتل پر بھی خوش ہو جاتا ہے۔ پنجاب و ہندوستان کے سجادہ نشین اور گدیوں کے پیرزادے قوالوں کے گانے سے اور ھُوحَقّ کے نعرے مارنے اور الٹے سیدھے لٹکنے ہی میں اپنی معرفت اور کمال کا انتہا جانتے ہیں اور ناواقف پیر پرست ان باتوں کو دیکھ کر اپنی روح کی تسلی اور اطمینان ان لوگوں کے پاس تلاش کرتے ہیں۔ مگر غور سے دیکھو کہ یہ لوگ اگر فریب نہیں دیتے تو اس میں شک نہیں ہے کہ فریب خوردہ ضرور ہیں۔ کیونکہ وہ سچا رشتہ جو عبودیت اور الوہیت کے درمیان ہے جس کے حقیقی پیوند سے ایک نور اور روشنی نکلتی ہے اور ایسی لذت پیدا ہوتی ہے کہ دوسری لذت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اس کو ان قلابازیوں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ ہم نہایت نیک نیتی کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہماری نیت کیسی ہے۔ پوچھتے ہیں کہ اگر اس قسم کے مشغلے عبادت الٰہی اور معرفت الٰہی کا موجب ہو سکتے ہیں اور انسانی روح کے کمال کا باعث بن سکتے ہیں، تو پھر بازیگروں کو معرفت کی معراج پر پہنچا ہوا سمجھنا چاہیے۔ اور انگریزوں نے تو ان کھیلوں اور کرتبوں میں اور بھی حیرت انگیز ترقیاں کی ہیں اور باوجود ان ترقیوں کے ان کی معرفت خدا کی نسبت یا تو یہ ہے کہ وہ سرے سے ہی منکر اور دہریہ ہیں اور اگر اقرار بھی کیا ہے تو یہ کہ ایک ناتواں بیکس انسان کہ جو ایک عورت مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا، خدا بنالیا۔ اور ایک خدا کو چھوڑ کر تین خداؤں کے قائل ہوئے۔ جن میں سے ایک کو ملعون اور ہاویہ میں تین دن رہنے والا تجویز کیا۔ اب اے دانشمندو! سوچو اور اے سلیم الفطرت والو! غور کرو کہ اگر یہی الٹا سیدھا لٹکنا اور طبلہ اور سارنگی ہی کے ذریعہ خدا کی معرفت اور انسانی کمال حاصل ہوسکتا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس فن میں ماہر اور موجد انگریزوں کو جو قسم قسم کے باجے اور گانے کے سامان نکالتے ہیں، ایسی ٹھوکر لگتی کہ وہ خدا کے بالکل منکر یا تثلیث کے قائل ہو گئے۔ باوجودیکہ دنیوی امور میں ایجادات و اختراعات میں ان کی عقلیں ترقی پذیر سمجھی جاتی ہیں۔ پھر اس پر اور بھی غور کرو اور سوچو کہ اگر یہی معرفت کا ذریعہ تھا تو تھیٹروں میں ناچنے والے اور تمام ناچنے گانے والے پھر اعلیٰ درجہ کے صاحب دل اور صاحب کمال ماننے پڑیں گے! افسوس ان لوگوں کو خبر ہی نہیں کہ خدا کی معرفت ہوتی کیا ہے؟ اور انسانی کمال نام کس کا ہے؟ وہ شیطانی حصہ کی شناخت نہیں کر سکے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 369-370 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

• غرض یہ حرب ہمارا کام ہے جس کی آج ضرورت ہے۔ اس سے علوم کے دروازے بھی کھلتے ہیں اور مخالف بھی حجت اور بینہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ پنجاب کے لوگ جن معارف اور حقائق سے آگاہ ہوتے جاتے ہیں بلاد شام اور دیگر ممالک اسلامیہ میں ان کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اس لئے ہم پر تو یہ مصیبت آچکی ہے۔ ہر طرف سے حملہ پر حملہ ہو رہا ہے۔ اس لئے ہم کو قوت متفکرہ سے کام لینا پڑتا ہے اور دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے حضور ان مشکلات کو پیش کرنا پڑتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہماری دستگیری فرماتا ہے اور اپنی کتاب کے حقائق اور معارف سے اطلاع دیتا ہے۔ حکماء کہتے ہیں کہ جس قوت کو چالیس دن استعمال نہ کیا جائے وہ بے کار ہو جاتی ہے۔ ہمارے ایک ماموں صاحب تھے وہ پاگل ہو گئے۔ ان کی فصد لی گئی اور ان کو تاکید کی گئی کہ ہاتھ نہ ہلائیں۔ انہوں نے چند مہینے تک ہاتھ نہ ہلایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھ لکڑی کی طرح ہو گیا۔ غرض یہ ہے کہ جس عضو سے کام نہ لیا جائے وہ بے کار ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 212-213 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

• میں تمہیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزول بلا دعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے اور عذاب الٰہی سے ان کو بچالیتا ہے۔ میری ان باتوں کو قصہ کے طور پر نہ سنو۔ میں نصحاً للہ کہتا ہوں اپنے حالات پر غور کرو۔ اور آپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دعا میں لگ جانے کے لئے کہو۔ استغفار، عذاب الٰہی اور مصائب شدیدہ کے لئے سپر کا کام دیتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال:34) اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذاب الٰہی سے محفوظ رہو، تو استغفار کثرت سے پڑھو۔

گورنمنٹ کو اختیار ہوگا کہ مبتلا اشخاص کو علیحدہ رکھا جائے۔ گویا وہ لوگ جو علیحدہ کئے جاویں گے قبروں میں ہی ہوں گے۔ امیر و غریب، مرد و عورت، بوڑھے، جوان کا کوئی لحاظ نہ کیا جاوے گا۔ اس لیے خدانخواستہ اگر کسی ایسی جگہ طاعون پھیلے جہاں تم میں سے کوئی ہو تو میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے قوانین کی سب سے پہلے اطاعت کرنے والے تم ہو۔

اکثر مقامات میں سنا گیا ہے کہ پولیس والوں سے مقابلہ ہوا۔ میرے نزدیک گورنمنٹ کے قوانین کے خلاف کرنا بغاوت ہے، جو خطرناک جرم ہے۔ ہاں گورنمنٹ کا بیشک یہ فرض ہے کہ وہ ایسے افسر مقرر کرے جو خوش اخلاق، متدین اور ملک کے رسم و رواج اور مذہبی پابندیوں سے آگاہ ہوں۔ غرض تم خود ان قوانین پر عمل کرو اور اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو ان قوانین کے فوائد سے آگاہ کرو۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ دعاؤں کا وقت یہی ہے معلوم ہوتا ہے اس وبا نے پنجاب کا رخ کرلیا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ہر ایک متنبہ اور بیدار ہو کر دعا کرے اور توبہ کرے۔ قرآن شریف کا منشا یہ ہے کہ جب عذاب سر پر آپڑے پھر توبہ عذاب سے نہیں چھڑا سکتی۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 191-192 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

• اسی طرح پر عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادہ مستقیم سے بہک گئے ہیں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:20) مگر اب اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔

دو قسم کے لوگ اس کے متعلق بھی پائے جاتے ہیں ایک گروہ تو ایسا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو بالکل خلیع الرسن کر دیا ہے کہ دین کا کوئی اثر ہی ان پر نہیں ہوتا اور وہ کھلے طور پر اسلام کے خلاف کرتی ہیں اور کوئی ان سے نہیں پوچھتا۔ اور بعض ایسے ہیں کہ انہوں نے خلیع الرسن تو نہیں کیا مگر اس کے بالمقابل ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ ان میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جاسکتا اور کنیزکوں اور بہائم سے بھی بدتر ان سے سلوک ہوتا ہے۔ مارتے ہیں تو ایسے بے درد ہو کر کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے یا نہیں۔ غرض بہت ہی بری طرح سلوک کرتے ہیں یہاں تک کہ پنجاب میں مثل مشہور ہے کہ عورت کو پاؤں کی جوتی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں کہ ایک اتار دی دوسری پہن لی۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے اور اسلام کے شعائر کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں آپ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کو مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپؐ ایسے خلیق تھے۔ باوجودیکہ آپ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپ کو کھڑا کرتی تو آپ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔ اپنے سودے خود خرید لایا کرتے تھے ایک بار آپؐ نے کچھ خریدنا تھا ایک صحابی نے عرض کی کہ حضور مجھے دے دیں آپ نے فرمایا کہ جس کی چیز ہو اس کو ہی اٹھانی چاہیے اس سے یہ نہیں نکالنا چاہیے کہ آپ لکڑیوں کا گٹھا بھی اٹھا کر لایا کرتے تھے غرض ان واقعات سے یہ ہے کہ آپ کی سادگی اور اعلیٰ درجہ کی بے تکلفی کا پتہ لگتا ہے آپؐ پا پیادہ بھی چلا کرتے تھے اس وقت یہ کوئی تمیز نہ ہوتی تھی کہ کوئی آگے ہے یا پیچھے۔ جیسا کہ آج کل وضعدار لوگوں میں پایا جاتا ہے کہ کوئی آگے نہ ہونے پاوے یہاں تک سادگی تھی کہ بعض اوقات لوگ تمیز نہیں کر سکتے تھے کہ ان میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی داڑھی سفید تھی لوگوں نے یہی سمجھا کہ آپ ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن جب حضرت ابوبکر نے اٹھ کر کوئی خادمانہ کام کیا اور اس طرح پر سمجھا دیا کہ آپ پیغمبرؐ ہیں تب معلوم ہوا۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 268-270 ایڈیشن 2016ء)

بقیہ صفحہ 12 پر

نصرت قدسیہ وسیم۔ فرانس

عبادالرحمٰن کی نشانیاں

قرآن کریم میں خداتعالیٰ کی سب سے پہلی صفت جس کے تعارف کا بیان ہمارے سامنے آتا ہے وہ صفت رحمٰن ہی ہے یعنی قرآن کریم کا آغاز بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے ساتھ شروع ہوتا ہے گویا وہ رحمٰن خدا اپنے بندے سے ایک تعلق کو بیان کرتا ہے کہ میرے بندے مجھے ایسے یاد کریں۔ تو انسان جب بھی اس اللہ کا نام لیتا ہے تو یہی صفت سب سے پہلے بطور تعارف کے آتی ہے جو ساری کائنات کے لئے عام ہے۔ اس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورت فاتحہ کی تفسیر جلد اوّل میں بیان فرماتے ہیں ’’صفت الرحمٰن کا فیضان انسان اور دوسرے حیوانات کو قدیم زمانہ سے حکمت الٰہیہ کے اقتضاء اور جوہر قابل کی قابلیت کے مطابق پہنچتا رہا ہے۔۔۔۔ اس صفت رحمانیت میں انسانوں یا حیوانوں کے قویٰ کے کسب اور عمل اور کوشش کا کوئی دخل نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا خالص احسان ہے۔ جس سے پہلے کسی کا کچھ عمل بھی موجود نہیں ہوتا اور یہ خداتعالیٰ کی طرف سے ایک صفت عام رحمت ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ صفت رحمانیت کا فیضان کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہے اور نہ کسی استحقاق کا ثمرہ ہے۔ بلکہ یہ ایک خاص فضل ایزدی ہے۔۔۔۔۔ کہ انسانوں کی پیدائش سے پہلے ہی ان کے لئے یہ مہیا فرمایا۔ اس میں متقیوں کے لئے نصیحت اور یاددہانی ہے‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 42-43)

خداتعالیٰ کی یہ صفت رحمٰن یعنی کہ وہ بن مانگے دینے والا ہے اس بات کی علامت ہے کہ وہ رب العالمین ہمیشہ سے اپنے بندوں پر مہربان ہے اور اس کو اپنی مخلوق سے نہایت اعلیٰ درجہ کا تعلق شفقت اور محبت ہے۔ اس کا اپنے بندوں سے ایسا گہرا تعلق ہے کہ جس کو انسان بھول نہیں سکتا۔

لفظ عَبَدَ کے معنیٰ ہیں ’’اس نے اطاعت کی۔ اس کے حکم کے آگے سر جھکایا۔ اس کی توحید کا اقرار کیا۔ اس نے عبادت کی۔ کسی کے نقش قبول کرنے کے ہیں‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 28)

اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جس خالق و مالک نے اتنے سامان آرام انسان کو مہیا کئے۔ وہ اس خدا کو جانے اور اس کو مانے۔ اس کی تلاش کرتے ہوئے اسی کا سچا عبد بنے جو حقیقی عبادت کے لائق ہے۔ تمام علم و معرفت کے چشمے اس کے ہاتھ میں ہیں۔ اب میں اپنے مضمون کی طرف مزید بڑھتی ہوں۔ خداتعالیٰ کا بہت بڑا احسان اپنے بندوں پر یہ بھی ہے کہ اس نے قرآن مجید جیسی عظیم کتاب نازل کی اور جہاں ہماری جسمانی ضروریات کا خیال رکھا۔ اسی طرح ہماری روحانی ترقی کے سامان ہمیں عطا کئے۔

قرآنِ مجید میں عبادالرحمٰن کی یہ علامات اور نشانیوں کے بارے میں خود علیم و خبیر خدا بیان کرتا ہے۔

جس کا سورۃ الفرقان کی آیات 61 تا 77 میں تفصیلاً ذکر موجود ہے۔

خداتعالیٰ بیان کرتا ہے۔

اَلَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَا فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ۚۛ اَلرَّحۡمٰنُ فَسۡـَٔلۡ بِہٖ خَبِیۡرًا

(الفرقان : 60)

ترجمہ: وہ جس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا۔ وہ رحمٰن ہے۔ پس اس کے متعلق کسی واقف حال سے سوال کر۔

پھر اگلی ہی آیت میں صفت رحمٰن کا ذکر دوبار تکرار سے بیان ہوا ہے۔ یہ اشارہ ہے کہ جب بھی رحمٰن خدا نے انسانوں پر رحم کرتے ہوئے بن مانگے ان کی روحانی اصلاح اور ترقی کے لئے انبیاء کو معبوث کیا اور کتاب وحکمت نازل کی کہ اس رحمٰن خدا کی اطاعت میں جھکتے ہوئے سجدہ ریز ہو جاؤ۔ تو ہر زمانے کے نافرمان ابلیس صفت لوگ یہ کہنے لگے کہ ہم رحمٰن کو سجدہ نہیں کریں گے رحمٰن کیا چیز ہے؟ کہ ہم اس کو سجدہ کریں جس کا تو ہمیں حکم دیتا ہے۔ یہ تکبر خودسری ان کو نفرت میں مزید بڑھا دیتی ہے۔ ایسا پہلی بار نہیں ہوا بلکہ جبکہ ابھی آدم کی پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی اس وقت سے یہ سلسلہ چل رہا ہے کہ شیطان کا تکبر کرنا اور اس رحمٰن کے حکم کا انکار کرنا۔ مگر خداتعالیٰ نے اپنے پیغمبر دنیا میں بھیجے اور اپنی قدرتوں کو ظاہر کرتا رہا شیطان کا حکم ماننے والے ہر دور میں اس رحمٰن خدا کا انکار کرتے رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

’’جب کافروں اور بے دینوں اور دہریوں کو کہا جاتا ہے کہ تم رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ رحمٰن کے نام سے متنفّر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے؟ (پھر بطور جواب فرمایا) رحمٰن وہ ذات کثیر البرکت اور مصدر خیرات دائمی ہے جس نے آسمان میں بُرج بنائے بُرجوں میں آفتاب اور چاند کو رکھا جو کہ عامہ مخلوقات کو بغیر تفریق کافر و مومن کے روشنی پہنچاتے ہیں۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 537)

قرآن مجید کی وہ آیت یہ ہے:

وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمُ اسۡجُدُوۡا لِلرَّحۡمٰنِ قَالُوۡا وَ مَا الرَّحۡمٰنُ ٭ اَنَسۡجُدُ لِمَا تَاۡمُرُنَا وَ زَادَہُمۡ نُفُوۡرًا

(الفرقان : 61)

ترجمہ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ رحمان کے حضور سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ رحمان کیا چیز ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کا تو ہمیں حکم دیتا ہے اور ان کو اس بات نے انہیں نفرت میں اور بھی بڑھا دیا۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ اپنے ان نیک بندوں کی نشانیوں کا ذکر ایسے کرتا جو حقیقی طور پر عبادالرحمٰن ہیں۔ تاکہ آئندہ آنے والے وقتوں کے لوگ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عبادالرحمٰن بنیں۔ وہ خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

1. شکر گزاری۔
2. عاجزی و انکساری۔
3. جاہلوں سے بحث نہیں کرتے بلکہ سلام کہتے ہیں۔
4. عبادت گزار۔
5. دعاگو۔
6. انفاق فی سبیل اللہ۔
7. اسراف و بخل نہیں کرتے۔
8. میانہ راوی۔
9. کسی جان کو قتل نہیں کرتے۔
10. وہ زنا نہیں کرتے۔
11. توبہ کرنے والے۔ نیک صالحہ اعمال کرنے والے۔
12. جھوٹ نہیں بولتے۔
13. لغویات سے عزت و شرافت سے گذرنے والے۔
14. جب نصیحت کی جاتی ہے اندھے اور بہرے سا سلوک نہیں کرتے۔
15. صبر کرنے والے۔

1۔ شکر گزاری

انسان جب اپنے محسن کے احسان کو یاد کرتا ہے تو وہ شکر گزار ہوتا ہے اور لازمی ہے کہ محسن کو یاد کرتا رہے۔ خداتعالیٰ سے بڑھ اور کون ہے جو سب سے زیادہ احسان کرنے والا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّ جَعَلَ فِیۡہَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا

(الفرقان : 62)

بس ایک وہی برکت والا ثابت ہوا جس نے آسمان میں بُرج بنائے اور اس (آسمان) میں ایک روشن چراغ (یعنی سورج) اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا۔

وَ ہُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الَّیۡلَ وَ النَّہَارَ خِلۡفَۃً لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّذَّکَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُکُوۡرًا

(الفرقان : 63)

اور وہی ہے جس نے دن اور رات کو ایک دوسرے کے بعد آنے والا بنایا اُس کے لئے جو چاہے نصیحت حاصل کرے یا شکر کرنا چاہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خدا وہ ہے کہ جو رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لاتا ہے۔ تا جس نے یاد کرنا ہو وہ یاد کرے یا شکر کرنا ہے تو شکر کرے یعنی دن کے بعد رات کا آنا اور رات کے بعد دن کا آنا اس بات پر ایک نشان ہے۔ کہ جیسے ہدایت کے بعد ضلالت اور غفلت کا زمانہ آ جاتا ہے۔ ایسا ہی خدا کی طرف سے یہ بھی مقرر ہے کہ ضلالت اور غفلت کے ہدایت بعد کا زمانہ آتا ہے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 537)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے تفسیر کبیر میں بیان فرمایا کہ ’’دنیا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو وہ جن کی نیکی کا پہلو اتنا کمزور ہوتا ہے کہ وہ شیطانی راہوں پر چلتے چلے جاتے ہیں اور اس بات کے مستحق ہوتے ہیں کہ انہیں انتباہ کیا جائے اور بُرے افعال سے بچنے کی نصیحت کی جائے۔ دوسرے وہ جو مذہب کی اِتباع میں انسان کو حاصل ہوتا ہے مگر ان کے اندر جذبہ شکر گزاری پایا جاتا ہے۔ وہ خداتعالیٰ کی نعماء اور اُسکی عطا کردہ قوتوں کا غلط استعمال نہیں کرتے بلکہ ان سے خود بھی فائدہ اُٹھاتے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ چونکہ لیل و نہار کے آنے جانے میں اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا تھا کہ خدا کے نبی اور رسول دنیا کی اصلاح کے لئے آتے ہیں اور پھر کبھی تاریکی اور ظلمت کا دور ہوتا ہے۔ اس لئے لِمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّذَّکَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُکُوۡرًا میں بتایا ہے

کہ روحانی رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے میں کیا حکمت ہے۔ ہم کیوں رات کے بعد دن لاتے ہیں اور کیوں روحانی تاریکی کے بعد آفتاب ہدایت سے روشن کرتے ہیں۔ ہماری غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ دنیا میں جو لوگ گنہگار ہوں۔ اُن کو اس سلسلہ رسالت کے ذریعہ نیک بنا دیا جائے۔ اور جو لوگ فطری نیکی کے مقام پر کھڑے ہوں انہیں خدا کا کلام اور الہام اس سے بھی اعلیٰ مقام یعنی شکر کی طرف لے جائے۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 557- 558)

ہمارے لئے اس میں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے وہ روشن چمکتے ہوئے سورج ہیں جو فطرت کی نیکی کے سب سے اونچے مقام پر تھے اس لئے وہ خاتم ٹھہرے پھر اسلام پر ایک تاریکی کا زمانہ آیا جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہمارے لئے وہ چاند بنا دیا جس نے اُس سورج سے روشنی حاصل کی اور ہماری ہدایت کے سامان کر دیئے۔ اب ہم پر اس خدا کی شکر گزاری واجب ہے اور اس رنگ میں ہے کہ ہم اس کے حقیقی عبد شکور بن جائیں۔

2۔ عاجزی وانکساری

وَ عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّ اِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا

(الفرقان: 64)

اور رحمٰن کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ”سلام“۔

انسان جب خدا کی شکر گزاری کرتا ہے تو وہ شکر گزاری اسے عاجزی وانکساری کی طرف لے جاتی ہے وہ اپنے دل میں خدا تعالیٰ کی عظمت کو جانتا ہے۔ اس لئے وہ اسکے بندوں کے ساتھ عاجزی وانکساری سے پیش آتا ہے اور ان کی چال ایسی پُر وقار اور میانہ روی والی ہوتی ہے جو انہیں اپنے ماحول میں سب سے نمایاں کر دیتی ہے۔

ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج میں یہ صفت خصوصیت سے نمایاں تھی۔ آپ ہر ایک ساتھ نہایت عاجزی وانکساری سے پیش آتے۔ خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ خادم سے ہو، بیوی سے، دشمن سے ہو، صحابہ کے ساتھ ہو ہر ایک سے آپ عاجزی وانکساری سے پیش آتے تھے آپ کی پاکیزہ سیرت کے بے شمار واقعات ہیں اور موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی یہی طریق رہا ہے۔ آپ علیہ السلام ہر ایک ملاقات کرنے والا خواہ اس نے بیعت کی ہوئی ہے یا نہیں آپ اس سے نہایت عاجزی وانکساری سے ملتے اور آنے والے کا ہر طرح خیال رکھتے۔

موجودہ دور میں خلفائے مسیح کے پاک نمونوں کو ہم سب دیکھتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ میں بیان فرماتے ہیں:

”عباد الرحمٰن میں سے سب سے بڑے عبد رحمٰن وہ نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کی قوت قدسی نے عباد الرحمٰن پیدا کئے۔ تکبر سے رہنے والوں کو عجز کے راستے دکھائے۔ ان کے ذہنوں سے غلام اور آقا اور امیر اور غریب کی تخصیص ختم کر دی۔ یہ سب انقلاب کس طرح آیا۔ یہ اتنی بڑی تبدیلی دلوں میں کس طرح پیدا ہوئی۔ کیا صرف پیغام پہنچانے سے؟ تعلیم دینے سے؟ نہیں، اس کے ساتھ ساتھ خود بھی عبدیت کے اعلیٰ معیار آپؐ نے قائم کئے۔ خود بھی یہ عاجزی اور انکساری کے نمونے دکھا کر اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھایا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کے اعلیٰ معیار بھی تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ یہ عاجزی اور انکساری کے نمونے آپؐ نے عمل سے دکھائے کہ یہ میری زندگی کے ہر پہلو میں نظر آئیں گے۔ معاشرے کے غریب اور کمزور طبقے سے بھی میرا یہی سلوک ہے، جاہل اور اجڈ لوگوں سے بھی میرا یہی سلوک ہے، بڑوں سے بھی یہی سلوک ہے اور چھوٹوں سے بھی یہی سلوک ہے۔ اور یہی سلوک ہے جو میری زندگی کے ہر لمحے میں ہر ایک کے ساتھ تمہیں نظر آئے گا۔ اور یہی کچھ دیکھتے ہوئے خدا تعالیٰ نے آپؐ کو یہ سند عطا فرمائی کہ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم:5) یعنی ہم قسم کھاتے ہیں کہ تو اپنی تعلیم اور عمل میں نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی اس قسم نے آپؐ کو عاجزی میں اور بھی بڑھایا۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت حسین بن علیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے میرے حق سے زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بندہ پہلے بنایا ہے اور رسول بعد میں۔۔“

(مجمع الزوائد للھیثمی -کتاب علامات النبوۃ -باب فی تواضعہ ﷺ)

ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں، اپنے اہل خانہ کے ساتھ گھریلو کام کاج میں مدد فرماتے تھے۔ آپ کپڑے خود دھو لیتے تھے۔ گھر میں جھاڑو بھی دے لیا کرتے تھے۔ خود اونٹ کو باندھتے تھے۔ اپنے پانی لانے والے جانور اونٹ وغیرہ کو خود چارہ ڈالتے تھے۔ بکری کا دودھ خود دوہتے تھے، اپنے ذاتی کام بھی خود کر لیتے تھے۔ خادم سے کوئی کام لیتے تو اس میں اس کا ہاتھ بھی بٹاتے تھے۔ حتیٰ کہ اس کے ساتھ مل کر آٹا بھی گوندھ لیتے۔ بازار سے اپنا سامان خود اٹھا کر لاتے۔

(تلخیص از مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 121 و اسد الغابۃ ذکر محمدؐ ذکر جمل من اخلاقہ ومعجزاتہ ﷺ، مشکوٰۃ المصابیح -کتاب الفضائل - باب فی اخلاق و شمائل ﷺ بحوالہ خطبہ جمعہ 11 مارچ 2005ء)

یہ وہ پاک نمونے ہیں جو ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

3۔ جاہلوں سے بحث نہیں کرتے بلکہ سلام کہتے ہیں

رحمٰن کے بندوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ جاہلوں سے بحث نہیں کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”رحمٰن کے فرمانبردار بندے تو وہی ہیں جو زمین میں سکینت۔ وقار اور تواضع کی چال چلتے ہیں۔ نہ تکبر اور سستی کی۔ اور جب جاہل ان سے الجھیں تو ان سے ایسا سلوک کرتے ہیں۔ جس میں نہ بدی و ایذاء ہو اور نہ جہل و نادانی۔“

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ 262۔ حقائق الفرقان جلد سوم۔صفحہ 251)

مؤمنین کو جب ایسے حالات پیش آتے ہیں کہ جاہلوں سے کوئی علمی کلام یا معاملات ہوں تو جہاں ان کو علم ہو جائے کہ اب وہ جہالت پر اتر آئے ہیں تو اسی وقت وہ ان کو سلامتی کی دعا کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے ہدایت اور علم پا چکے ہوتے ہیں۔

اس لئے وہ جاہلوں کی جہالت کی باتوں اور ایسے کاموں سے دور ہی رہتے ہیں اور وقار کے ساتھ سلام کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

”پہلی علامت یہ ہے کہ وہ زمین پر بڑے سکون اور وقار کے ساتھ چلتے ہیں اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ وہ اپنی دنیاوی زندگی بڑے اعتدال کے ساتھ بسر کرتے ہیں یعنی نہ تو بے جا غضب اور تیزی سے کام لے کر لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور نہ سستی اور جمود کا شکار ہو کر اپنے مفوضہ فرائض کی ادائیگی سے غافل ہو جاتے ہیں بلکہ ان کا وجود لوگوں کی ترقی اور انکی فلاح و بہبود کا موجب بنتا ہے“

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 561)

4۔ عبادت گزار

وَ الَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا

(الفرقان: 65)

اور وہ لوگ اپنے گھروں میں راتیں سجدوں میں اور کھڑے ہو کر گزارتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے یہ بندے اس رحمٰن کے عبادت گزار ہوتے ہیں۔ وہ اس کی ہستی کو جان چکے ہوتے ہیں۔ اور قدرتوں کا انہیں علم ہے کہ وہی خدا ہی ہے جو حقیقی عبادت کے لائق ہے۔ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ صرف پانچ وقتہ نماز کے پابند ہی نہیں ہوتے بلکہ وہ تہجد گزار بھی ہوتے ہیں۔ اور اسکے سوا کسی سے نہیں مانگتے۔ کیونکہ انسان کی پیدائش کی غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی جائے وہ اس کا پورا حق ادا کرنے کی کوشش میں مصروف عمل رہتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی ایسی رہی کہ آپ خدا تعالیٰ کے وہ عبادت گزار بندے بنے رہے اور اپنے صحابہ کو یہی تلقین کرتے رہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے خود کہا کے اب اعلان کر دے کہ میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔

ان باتوں میں ہمارے لئے بہت گہرا پیغام ہے کہ ہم بھی عبادت کے حق کو پوری طرح ادا کرنے والے ہوں۔

5۔ دعا گو

وہ بندے عبادت کے ساتھ ساتھ دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ تا کہ زندگی کے ہر مرحلے میں خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہمیشہ ان کے ساتھ ساتھ رہے۔

وَ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ ٭ۖ اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ غَرَامًا۔ اِنَّہَا سَآءَتۡ مُسۡتَقَرًّا وَّ مُقَامًا

(الفرقان: 66- 67)

اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب: ہم سے جہنم کا عذاب ٹال دے یقیناً اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔ یقیناً وہ عارضی ٹھکانہ کے طور پر بھی بری ہے اور مستقل ٹھکانہ کے طور پر بھی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

”اس آیت میں جہنم سے مراد اخروی جہنم ہی نہیں بلکہ اس دنیا میں بھی جہنم کے رنگ ہیں۔ وہ اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں کرتے ہیں کہ الٰہی ہمیں ہر ایسے کام سے بچائیو جو ہمیں دنیا و آخرت میں ذلیل کرنے والا ہو۔ تو ہمیں افلاس اور تنگدستی کی جہنم سے بچا۔ ہمیں جہالت اور کم علمی کے جہنم سے بچا۔ ہمیں بداخلاقی اور عیاشی کے جہنم سے بچا۔ ہمیں دنیاداری اور ہوس پرستی کے جہنم سے بچا۔ ہمیں اپنی نسلوں کی خرابی کے جہنم سے بچا۔ ہمیں کفر اور شیطانیت کے جہنم سے بچا۔ ہمیں خودسری۔ جھوٹ۔ ظلم اور تعدی سے بچا۔ ہم چاہتے ہیں کہ مستقل طور پر یہ خرابیاں پیدا نہ ہوں اور ہمیشہ ہمارا قدم صراط مستقیم پر قائم رہے“۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 565)

وہ عبادت کے دوران اس کے حضور دعائیں مانگتے ہیں کہ وہ جانتے

ہیں وہ رحمٰن انکی دعائیں سنے گا۔ جیسا کہ وہ ہر نماز میں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں یہ دعا کرتے ہی رہتے ہیں۔ وہ سمیع وبصیر ہے۔ وہ اپنے بندوں کو مانگنے پر ضرور عطا کرتا ہے۔ خدا نے خود بندوں کو حکم دیا کہ مجھے پکارو میں جواب دونگا تم بھی میرے حکموں پر عمل کرنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مؤمن کا سب سے بڑا ہتھیار دعا ہی ہے۔ اس میں ہمارے لئے نصیحت یہ ہے کہ ہم اپنی عبادت کو ایسے مضبوط طریق پر ادا کرتے ہوئے دعائیں مانگتے رہیں کہ خدا ہمیں اس راستے پر دوام عطا کرے اور اس کے حضور دعا مانگتے ہوئے اس کے نیک بندوں میں شامل ہو جائیں۔

وَ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا ہَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا

(الفرقان : 75)

اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

ہمیں کثرت سے یہ دعا اپنے لئے۔ اپنے جیون ساتھی کے لئے اور اپنی اولاد کرتے رہنا چاہئے۔

6۔ انفاق فی سبیل اللہ

وَ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَنۡفَقُوۡا لَمۡ یُسۡرِفُوۡا وَ لَمۡ یَقۡتُرُوۡا وَ کَانَ بَیۡنَ ذٰلِکَ قَوَامًا

(الفرقان : 68)

اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ اس کے درمیان اعتدال ہوتا ہے۔

یہ رحمٰن کے خاص بندے خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

''رحمٰن کے بندوں کا ایک نشان یہ بھی ہے کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو دو باتیں ان کے مدنظر رہتی ہیں۔ اول۔ یہ کہ وہ اسراف سے کام نہیں لیتے اور دوسرا وہ بخل نہیں کرتے۔''

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 568)

خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرکے وہ خوشی اور اطمینان قلب حاصل کرتے ہیں۔ اور کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

7۔ اسراف وبخل نہیں کرتے

عبادالرحمٰن کی ایک یہ علامت ہے کہ وہ اسراف نہیں کرتے اور نہ ہی وہ بخل سے کبھی کام لیتے ہیں۔ بلکہ ضرورت کہ موقع اور محل پر خدا اور اس کے بندوں کے لئے اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے علامت بیان ہوئی ہے کہ وہ انفاق فی سبیل کرتے ہیں۔ جب بھی موقعہ ملے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور اسراف اور بخل سے بچتے ہیں۔

بخیل اس شخص کو کہتے ہیں جو مال جمع کرتا رہتا ہے۔۔۔۔۔۔ اور خرچ کرنا نہیں چاہتا۔ نہ ضرورت مند پر۔ نہ کسی غریب پر۔ نہ رشتہ داروں پر بلکہ وہ اپنے مال جمع کرتا رہتا ہے اور گنتا رہتا ہے۔ اسے توفیق ہی نہیں ہوتی کہ وہ اسے خرچ کرے۔ مگر وہ خاص بندے انفاق فی سبیل کے ساتھ ساتھ اسراف اور بخل سے بچنے والے ہوتے ہیں۔

8۔ میانہ راوی

رحمٰن کے بندوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے وہ اپنی زندگی کے ہر معاملے میں میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دین آسان ہے لیکن جو دین پر قابو پانا اور اس پر غالب آنا چاہتا ہے وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوسکے گا لہٰذا میانہ روی اختیار کرو سہولت کے قریب قریب رہو۔ لوگوں کو خوشخبری دو۔ صبح وشام اور رات کے کچھ حصے میں (بذریعہ نوافل) اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 732)

9۔ کسی جان کو قتل نہیں کرتے

وَ الَّذِیۡنَ لَا یَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ وَ لَا یَقۡتُلُوۡنَ النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ لَا یَزۡنُوۡنَ ۚ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ یَلۡقَ اَثَامًا

(الفرقان : 69)

اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہو ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی ایسا کرے گا گناہ کی سزا پائے گا۔

رحمٰن کے بندوں میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ کسی جان کو ناجائز طور پر قتل نہیں کرتے۔ یہ بات اپنی پوری شان سے صحابہ رضوان کی زندگی کے واقعات سے معلوم ہوتی ہے کہ ایسے مواقع بھی آئے دشمن پر ان کو پورا اختیار حاصل تھا مگر انہوں نے ناحق کسی جان کو قتل نہیں کیا۔ نہ بچوں کو نہ عورتوں کو۔ جیسا کہ جنگوں کے حالات میں واقعات سے ملتا ہے۔

10۔ وہ زنا نہیں کرتے

عبادالرحمٰن کی یہ علامت بھی ہے کہ وہ پاکیزگی ان کی صفت خاص ہوتی ہے اس لئے وہ زنا کے قریب نہیں جاتے بلکہ ان کے دل خدا تعالیٰ کے حکموں کے تابع عمل کرتے ہیں اس لئے وہ کسی بے حیائی کے قریب نہیں جاتے۔ بلکہ جائز طریقے پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی بسر کرتے ہوئے خدا کی اطاعت میں سرشار ہوتے ہیں۔

11۔ توبہ کرنے والے۔

نیک صالحہ اعمال کرنے والے

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا۔ وَ مَنۡ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّہٗ یَتُوۡبُ اِلَی اللّٰہِ مَتَابًا

(الفرقان : 71- 72)

سوائے اس کے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جن کی بدیوں کو اللہ خوبیوں میں بدل دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے اور جو توبہ کرے اور نیک اعمال بجالائے تو وہی ہے جو اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے رجوع کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''صوفیاء کے نزدیک حقیقی توبہ کا نام موت ہے جو توبہ کرتا ہے اسے بڑا حرج اٹھانا پڑتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 3)

جب وہ توبہ اور استغفار کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے رحم کے جاذب بن جاتے ہیں۔ گو کہ بہت مشکلات راستے پر آتی ہیں مگر وہ مستقل مزاجی سے اسی راہ پر گامزن رہتے ہیں۔

توبہ ایک ایسی سڑک ہے جو انسان کو عمل صالح کی منزل کی طرف لے جاتی ہے۔

انسان جب توبہ کرکے خدا کی فرمانبرداری اختیار کرتا ہے اور نیکیوں میں آگے آگے ترقی کرتے ہوئے نیک اعمال بجالاتا ہے تو اس کی گزشتہ کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں ان کی جگہ اللہ تعالیٰ خوبیوں کو پیدا کردیتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے صحابہ چمکتے ہوئے ستارے بن گئے۔

12۔ جھوٹ نہیں بولتے

وَ الَّذِیۡنَ لَا یَشۡہَدُوۡنَ الزُّوۡرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا کِرَامًا۔ وَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِّرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ لَمۡ یَخِرُّوۡا عَلَیۡہَا صُمًّا وَّ عُمۡیَانًا۔ وَ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا ہَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا

(الفرقان : 73تا75)

اور وہ لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب وہ لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں۔ اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیات یاد کروائی جاتی ہیں تو ان پر وہ بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

عبادالرحمٰن کی یہ صفت ہے کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے ہیں اور نہ ہی وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ بلکہ سچائی کی راہ پر چلتے اور سچائی اختیار کرنے والے ہوتے ہیں۔

جھوٹ بولنے والا انسان گویا ایسا ہی ہے کہ وہ خدا کے مقابلہ میں شرک کا ایک بت کھڑا کر لیتا ہے۔ جو اس کو پناہ دے گا۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں۔ ہم نے عرض کیا جی حضور ضرور بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ پھر آپ تکیے کا سہارا لئے ہوئے جوش میں آکر بیٹھ گئے اور بڑے زور سے فرمایا دیکھو! تیسرا بڑا گناہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔ آپ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ ہم نے چاہا کاش حضور خاموش ہو جائیں۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 817)

13۔ لغویات سے عزت وشرافت سے گذرنے والے

عبادالرحمٰن کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ سب لغویات سے عزت وشرافت سے گذر جاتے ہیں۔ کہ تمام لغویات سے ایسے اپنے دامن کو بچا کر گذر جاتے ہیں کہ گویا کہ وہ لغویات کو دیکھتے ہی نہیں۔

14۔ جب نصیحت کی جاتی ہے اندھے اور بہرے سا سلوک نہیں کرتے

عبادالرحمٰن کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جب

بقیہ صفحہ 12 پر

سید حاشر۔ طالبعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ

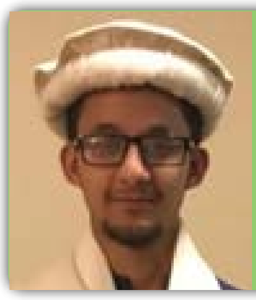

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے لا تعداد اولیاء و علماء پیدا کئے ہیں۔ انہیں میں سے ایک نہایت ہی عظیم الشان بزرگ محدّث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ آپؒ کا نام محمد بن اسماعیل تھا۔ آپؒ 13 شوال 194 ھ (مطابق 21 جولائی 810 ء) بروز جمعہ بخاریٰ کے ایک ایرانی گھر میں پیدا ہوئے۔ اسی لئے آپ کو بخاری کہتے ہیں۔ بخاریٰ آج کے جغرافیائی نقشہ میں ازبکستان کا ایک شہر ہے۔ آپؒ کا سلسلہ نسب اس طرح سے ہے: محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بَذدِ زبہ۔حضرت امام بخاریؒ کے خاندان میں اسلام آپؒ کے پر دادا مغیرہ کے ذریعہ آیا جنہوں نے یمان جعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ حضرت امام بخاریؒ کے والد کی وفات آپؒ کے بچپن میں ہی ہوگئی تھی۔ آپؒ کے والد نہایت نیک شخص تھے اور ایک عظیم محدِث تھے۔ وفات سے پہلے انہوں نے کہا کہ ’’میرے مال میں حرام تو دور کی بات ہے، حرام کا شائبہ تک نہیں ہے۔‘‘

(سیرت امام بخاری رحمہ اللہ، صفحہ 76، دار السلام ریسرچ سینٹر)

آپؒ نے اپنی تعلیم اپنی والدہ اور بڑے بھائی کی سر پرستی میں پائی۔ آپؒ کی والدہ بھی بہت پارسا اور نیک خاتون تھیں۔ ہر دم دعا میں مشغول رہتی تھیں۔ بچپن میں ایک دفعہ امام بخاریؒ کی آنکھیں سخت خراب ہوگئیں یہاںتک کہ بصارت جاتی رہی۔ اطباء علاج سے عاجز آگئے۔ امام بخاری کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں: ’’اے خاتون اللہ تعالیٰ نے تمہارے رونے اور دعا کرنے سے تمہارے بیٹے کی آنکھیں درست کر دیں۔‘‘ وہ کہتی ہیں کہ جس شب کو میں نے خواب دیکھا، اسی کی صبح کو میرے بیٹے (محمد) کی آنکھیں درست ہوگئیں، روشنی پلٹ آئی اور وہ بینا ہو گئے۔

(سیرۃ البخاری، صفحہ 54، از عبد السلام مبارکپوری)

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بچپن سے ہی ذہین اور عقل مند تھے۔ آپؒ کی تربیت نہایت باکیزہ اور علمی و دینی ماحول میں ہوئی۔ علامہ قسطلانی آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ’’آپ علم کی گود میں پل کر جوان ہوئے اور تادم زیست اسی انداز سے شرف و فضیلت حاصل کرتے رہے۔‘‘

(سیرت امام بخاری رحمہ اللہ، صفحہ 78، دار السلام ریسرچ سینٹر)

حضرت امام بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ نے کمال کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ امام بخاریؒ کے ایک کاتب محمد بن ابی حاتم کا بیان ہے کہ میں نے امام ممدوہ سے سوال کیا: ’’آپ نے حفظِ حدیث کا آغاز کب کیا؟‘‘ فرمانے لگے: ’’حفظِ حدیث کا ملکہ مجھے اُسی وقت ودیعت کر دیا گیا تھا جب میں بالکل ابتدائی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔‘‘ میں نے پوچھا: ’’اس وقت آپ کی عمر کتنی ہوگی؟‘‘ فرمایا: ’’دس برس یا اس سے بھی کم۔‘‘

(سیرت امام بخاری رحمہ اللہ، صفحہ 79، دار السلام ریسرچ سینٹر)

عبد السلام مبارکپوری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ محمد بن ابی حاتم وراق کہتے ہیں:

سمعت البخاری یقول: ’’أُلْهِمْتُ حفظَ الحدیث و أنا فی الکُتَّابِ۔‘‘

یعنی میں نے خود امام بخاری کو فرماتے ہوئے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ خدا نے مجھے اس وقت حفظ حدیث کا شوق دیا جب کہ میں مکتب میں ہی تھا۔

(سیرۃ البخاری از عبد السلام مبارکپوری، صفحہ 59)

جب امام بخاریؒ سولہ سال کے ہوئے تو اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ حج کے موقعہ پر مکہ مکرمہ آئے اور ان کے لوٹنے کے بعد وہ تحصیل علم کے لئے یہیں (مکہ) میں رہ گئے۔

(دیباچہ صحیح بخاری تعارف حضرت امام بخاری، صفحہ 16، 17، نظارت نشر و اشاعت قادیان)

حضرت امام بخاریؒ جہاں تک ممکن ہوسکتا سنتِ رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے۔ امام ذہبی نے امام بخاری کے کاتب محمد بن ابی حاتم کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ ایک دن امام بخاریؒ نے مجھ سے فرمایا: ’’تمہیں کوئی بھی حاجت یا ضرورت ہو تو مجھے بلا جھجک بتا دیا کرو، شرمایا نہ کرو۔ میں تمہاری وجہ سے اللہ کے ہاں مواخذے سے ڈرتا ہوں۔‘‘ میں نے عرض کیا: ’’وہ کیسے؟‘‘ فرمایا: ’’نبی کریم ﷺ نے صحابہ کے مابین بھائی چارہ قائم کیا تھا۔‘‘ یہ کہہ کر آپ نے حضرت سعد بن ربیعؓ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کے مابین بھائی چارہ کا تذکرہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا: ’’عالی جاہ! میرے بارے میں آپ کو جو فکر لاحق ہے، میں اس سے آپ کو بری ءالذمہ سمجھتا ہوں۔ آپ بالکل فکرمند نہ ہوں اور آپ جو مال مجھے عنایت فرمانا چاہتے ہیں، میں آپ کی یہ پیش کش شکریے کے ساتھ آپ کو واپس کرتا ہوں۔ میں تو صرف آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔‘‘ آپ نے فرمایا: ’’میری بیوی کے علاوہ میرے پاس لونڈیاں بھی ہیں، جب کہ تم نے ابھی شادی بھی نہیں کی، اس لئے میں ضرور سمجھتا ہوں کہ اپنا آدھا مال تمہیں دے دوں تا کہ ہم دونوں مالی لحاظ سے برابر ہو جائیں (اور باہم مل کر گزر بسر کر لیں)۔‘‘

(سیرت امام بخاری رحمہ اللہ، صفحہ 82، دار السلام ریسرچ سینٹر)

ایک مرتبہ امام صاحبؒ کسی سفر پر تھے اور جو خرچ وطن سے آتا تھا وہ بر وقت نہ آسکا تو امام صاحب کہتے ہیں کہ ’’میں گھاس کھا کر گزارہ کرتا رہا۔ لیکن میں نے اپنی یہ کیفیت کسی سے بھی بیان نہ کی۔ تیسرے دن ایک اجنبی میرے پاس آیا۔ اس نے دیناروں کی ایک تھیلی مجھے دی اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ اس سے اپنی ضروریات پوری کر لو۔‘‘

(سیرت امام بخاری، صفحہ 240)

حضرت امام بخاریؒ بہت عاجزی و انکساری اختیار کرنے والے، دوسروں کے جذبات کا خیال رکھنے والے بزرگ تھے۔ ایک دفعہ امام بخاریؒ نے ایک نابینا شخص ابومعشر سے فرمایا: ’’مجھے معاف کر دو۔‘‘ ابومعشر کہنے لگا: ’’کیا معاف کر وں!‘‘ امام بخاری نے کہا: ’’میں نے ایک دن حدیث بیان کی تھی، میں نے تمہیں دیکھا۔ تعجب سے تم اپنا سر اور ہاتھ ہلا رہے تھے تو میں یہ دیکھ کر مسکرا دیا۔ (کہ دیکھو خوشی سے یہ بھی سر ہلا رہا ہے، پھر مجھے خیال آیا کہ یہ تو نابینا ہے، میرے مسکرانے کو دیکھ نہیں رہا۔ بینا ہوتا تو کہیں میرے مسکرانے کو تمسخر نہ سمجھ لیتا)۔‘‘ ابومعشر نے کہا: ’’اللہ آپ پر رحمت فرمائے، میں نے آپ کو معاف کر دیا۔‘‘

(سیرت امام بخاری رحمہ اللہ، صفحہ 66، دار السلام ریسرچ سینٹر)

حضرت امام بخاریؒ کے ہر عمل اور ہر فعل سے ان کا عشقِ رسول ﷺ نظر آتا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ تیر اندازی باوجود اس کے کہ علماء کا فن نہیں ہے لیکن چونکہ احادیث میں اس کی سنیت وارد ہوئی ہے، امام بخاریؒ تیر اندازی کی مشاقی کے لئے سوار ہوکر برابر میدان میں تشریف لے جاتے تھے اور اس قدر مشاق ہو گئے تھے کہ آپ کا تیر کبھی نشانہ سے خطا نہ کرتا۔ وراق کہتے ہیں کہ میں نے دو مرتبہ کے سوا کبھی امام بخاری کا تیر خطا کرتے نہیں دیکھا حالانکہ میں مدتوں ان کی صحبت میں رہا۔

(سیرۃ البخاری از عبد السلام مبارکپوری، صفحہ 109)

حضرت امام بخاریؒ بہت سی کتب کے مصنف تھے۔ آپؒ کی چند تصانیف کے نام یوں ہیں:

صحیح البخاری، الادب المفرد، التاریخ الکبیر، التاریخ الاوسط، الجامع الکبیر، المسند الکبیر وغیرہ وغیرہ۔ آپ کی تصنیف صحیح البخاری کو ’’اصح الکتب بعد کتاب اللہ‘‘ بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

اِغْتَنِمْ فی الفَراغِ فَضْلَ رُکوعٍ
فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مَوْتُكَ بَغْتَةْ
كَمْ صَحيحٍ رَأَيتُ مِن غَيرِ سُقْمٍ
ذَهَبَتْ نَفْسُهُ الصَّحِيحَةُ فَلْتَةْ

یعنی فراغت کے وقت رکوع (نماز) کی فضیلت حاصل کرنے

کو غنیمت جانو۔ کیا معلوم موت اچانک پہنچ جائے۔ بہتیرے صحیح اور تندرست آدمیوں کو میں نے دیکھا کہ ان کی جان ہر طرح صحیح سالم تھی، اچانک جاتی رہی۔

حضرت امام بخاریؒ کا ایک قول ہے

’’کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی بھی وقت ایسی حالت میں ہو جس میں اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہ فرمائے۔‘‘

(سیرت امام بخاریؒ صفحہ 85)

حضرت امام بخاری کے حافظہ کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ آپؒ جو سنتے اسے لکھنے کے بجائے یاد کر لیتے۔ آپؒ کو کم و بیش چھ لاکھ روایتیں مع ان کی اسناد کے یاد تھیں۔ حد درجہ کی تحقیق اور تدقیق اور نہایت چھان بین کے بعد ہی امام موصوف نے اپنی کتاب صحیح البخاری میں تقریباً سات ہزار روایات درج کیں۔ (دیباچہ صحیح بخاری تعارف حضرت امام بخاری، صفحہ ۱۷، نظارت نشر و اشاعت قادیان)۔ امام بخاریؒ کے کاتب محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ وہ اُن (امام موصوف) کے ساتھ سفر و حضر میں رہے۔ امام موصوفؒ رات کو بعض وقت پندرہ پندرہ بیس بیس دفعہ اٹھتے اور چقماق کے ذریعہ سے دیا جلاتے اور احادیث کے متعلق کچھ نوٹ کرتے اور پھر لیٹ جاتے۔

(دیباچہ صحیح بخاری تعارف حضرت امام بخاری، صفحہ 17، نظارت نشر و اشاعت قادیان)

’’امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو صحیح اور مستند روایات کی تفحیص و ترتیب میں پورے سولہ برس لگے اور جب انہیں تحقیق سے کسی روایت کی صحت ثابت ہو جاتی تو دو رکعتیں پڑھ کر دعائے استخارہ کرنے کے بعد اُسے اپنی کتاب میں درج کرتے۔‘‘ (دیباچہ صحیح بخاری تعارف حضرت امام بخاری، صفحہ 17، نظارت نشر و اشاعت قادیان)۔ حضرت امام بخاری کو امیر المؤمنین فی الحدیث بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام امام بخاری اور ان کی کتاب صحیح البخاری کے متعلق فرماتے ہیں:

’’دیکھو بخاری اور مسلم کو کیسی محنت کی ہے۔ آخر انہوں نے اپنے باپ دادوں کے احوال تو نہیں لکھے۔ بلکہ جہانتک بس چلا صحت و سقائی کے ساتھ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال یعنی سنّت کو جمع کیا اور اکثر حدیثوں مثلاً بخاری کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس میں برکت اور نُور ہے۔ جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلی ہیں۔‘‘

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد دوم صفحہ 248)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے۔‘‘

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 65)

ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرم ارشد محمود۔ یونان سے تحریر کرتے ہیں:

روزنامہ الفضل کے سبھی مضامین بہت عمدہ اور پڑھنے والے ہوتے ہیں۔ آج مورخہ 23 دسمبر 2021ء کا آرٹیکل جس کا عنوان ’’جماعت احمدیہ کے عظیم الشان جلسہ سالانہ کی بنیادی اینٹ اور سو منزلہ و دلکش عمارت‘‘ پڑھا۔ جسے پڑھ کر میرے ایمان و ایقان میں نمایاں اضافہ ہوا۔ ربوہ اور قادیان کے جلسہ سالانہ کی یادیں ایک بار پھر تازہ ہوگئیں۔

آرٹیکل میں سیرالیون کے افریقن احباب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ ایک بزرگ جو 40 میل اور کچھ خواتین جو اپنے نوزائیدہ بچوں اور زادِ راہ کو سروں پر اٹھائے 37 میل کا سفر پیدل طے کر کے صرف جلسہ سالانہ میں شمولیت کی خاطر ٹرانسپورٹ کی بجائے پیدل چلے اور کرایہ کی رقم بخوشی اخراجاتِ جلسہ سالانہ کے لئے پیش کر دی۔ جسے پڑھ کر خاکسار آبدیدہ ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کے دلوں میں کیسا عشق بھر دیا ہے جو دیہاتی محنت کش۔ 37 - 40 میل کا کٹھن سفر پیدل طے کر کے اس للّٰہی جلسہ میں شامل ہونے کے لئے پروانوں کی طرح اڑتے چلے آتے ہیں تا کہ آپؑ کی جملہ دعاؤں کے وارث بن سکیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ میں شرکت کرنے والوں کے لئے کیں چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کس درد سے دعا فرماتے ہیں:

’’ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے۔ اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ:345)

ایک وہ وقت تھا کہ جب مخالفین احمدیت کہا کرتے تھے کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور قادیان کی آواز کو قادیان سے باہر نہیں جانے دیں گے۔ آج ان کی نسلوں کو بھی پتہ نہیں کہ ہیں بھی یا نہیں اور اگر ہیں تو نجانے کس حال میں ہیں۔ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھول پھل رہی ہے اور اس کی سرسبز شاخیں پوری دنیا میں پیوست ہیں۔ الحمد للہ۔ دنیا کے بہت سے ممالک میں بڑی شان سے جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوتا ہے اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں شامل ہوتے ہیں اور جو جلسہ میں جسمانی طور پر شامل نہیں ہو سکتے وہ نماز سنٹر اور اپنے گھروں میں ایم ٹی اے کے ذریعہ جلسہ کی کارروائی دیکھنے اور سننے کا انتظام کرتے ہیں۔

- مکرمہ امتہ الباری ناصر۔ امریکہ سے تحریر کرتی ہیں:

الفضل 23 دسمبر میں آرٹیکل بعنوان ’’جماعت احمدیہ کے عظیم الشان جلسہ سالانہ کی بنیادی اینٹ اور سو منزلہ خوب صورت و دلکش عمارت‘‘ بہت ایمان افروز ہے۔ موضوع اور تحریر کی دلکشی نے اسیر کئے رکھا۔ جزاک اللہ خیراً۔ جماعت کی ترقی کی پیشگوئیاں بڑی شان سے پوری ہوتی ہوئی دیکھ رہے ہیں اور ان شاء اللہ۔ کئی رخ اور کئی پہلوؤں سے دیکھتے رہیں گے۔ 1991ء میں جلسہ ہائے سالانہ کو سو سال پورے ہونے پر مجلہ الحراب کا سو واں جلسہ سالانہ نمبر تیار کرنے کے مراحل میں بڑے انہماک سے اس موضوع پر تحقیق کی تھی۔ اس لئے غیر معمولی دلچسپی سے پڑھتی ہوں۔ کل مکرم سید شمشاد احمد ناصر مربی سلسلہ نے مسجد سے زوم کے ذریعے معمول کا درس دیتے ہوئے آرٹیکل کے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ جن کی وضاحت کرتے ہوئے بیان میں اپنے جذبات شامل کر کے دلنشین رنگ دے دیا جس سے لطف اور اثر دوبالا ہو گیا۔ دعا ہے کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کی حقیقی روح کو سمجھتے ہوئے خود کو رضائے الٰہی کے مطابق ڈھال سکیں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

- مکرم ابن الیف آرزسل تحریر کرتے ہیں:

25 دسمبر 2021ء قائد اعظم محمد علی جناح بانیٔ پاکستان کے یوم پیدائش پر مکرم جمیل احمد بٹ کا مضمون (قائد اعظم اور جماعت احمدیہ) بہت پسند آیا۔ بہت جامع اور حقائق پر مبنی مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری پاکستانی قوم کی آنکھوں سے احمدیت کے خلاف تعصب کی پٹی اتارے۔ محبت اور وفاداری اور حب الوطنی کے جو جذبات افراد جماعت احمدیہ کے دلوں میں ہیں انہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ملک و قوم کو قائد اعظم کے اصولوں پر چلنے کی توفیق دے، آمین۔

سانحہ ارتحال

- مکرم سہیل انور (سیکرٹری جائیداد) ٹوکیو۔جاپان سے یہ افسوس ناک اطلاع بھجواتے ہیں کہ:

خاکسار کے بھائی مکرم محمد افضل آف جرمنی مؤرخہ 18 دسمبر 2021ء کو بعمر 54 سال بقضائے الٰہی انتقال کر گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جرمنی میں رہائش پذیر تھے اور نومبر 2021ء میں مرکز احمدیت آئے تھے۔پروگرام کے مطابق سے چند روز میں ان کی واپسی تھی مگر اجل نے آن لیا۔مرحوم کی نماز جنازہ اور تدفین مرکز میں عمل میں لائی گئی۔

مرحوم نوجوانی میں کچھ عرصہ جاپان میں بھی مقیم رہے جس وجہ سے یہاں کے حلقہ احباب سے بھی متعارف تھے۔اسی وجہ سے جاپان کے احمدی احباب کے علاوہ غیر از جماعت احباب نے بھی آپ کی وفات کے موقع پر تعزیت کر کے موصوف کی ملنساری اور خوبیوں کا تذکرہ کیا۔مرحوم نے سوگواران میں بوڑھی والدہ کے علاوہ بیوہ اور چھ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں جن میں سے تین کی شادیاں ہو چکی ہیں اور تین ابھی غیر شادی شدہ ہیں۔مکرم انیس رئیس، نیشنل صدر و مبلغ انچارج۔جاپان نے مؤرخہ 24 دسمبر بروز جمعۃ المبارک مسجد بیت الاحد۔جاپان میں آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور ذکر خیر کیا۔

قارئین الفضل سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین۔

ادارہ الفضل کی جانب سے تعزیت قبول کریں۔

اعلان تصحیح

- مکرمہ امتہ القیوم انجم۔کینیڈا سے یہ تصحیح کرواتی ہیں:

خاکسار کو نومبر کے انڈیکس مضامین دیکھنے کا موقع ملا۔شوق سے اپنے چھوٹے سے مضمون کو بھی دیکھنے کی خواہش ہوئی جو 17 نومبر 2021ء کے شمارے میں صفحہ نمبر 10 پر چھپا تھا۔ لیکن غلطی سے انڈیکس میں خاکسار کے نام کی بجائے کسی اور کا نام ہے۔اگر ممکن ہو تو تصحیح کروادیں۔

الفضل جس طرح اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ تازہ بتازہ رنگ بکھیر رہا ہے اس کی تعریف میں لکھا جانے والا کوئی بھی جملہ ادھورہ ہی لگے گا۔میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے روز افزوں ترقی دیتا چلا جائے۔آمین۔

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

رہا ہوں (یا غلط ہے)۔اس کے بعد سوچا کہ کسی مسجد کے مُلّاں سے پڑھوں لیکن ساتھ ہی یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ وہ کہے گا کہ تم اتنے بڑے ہو گئے ہو، قرآن شریف بھی پڑھنا نہیں جانتے۔آخر کار یہ ترکیب سوجھی کہ اگر کہیں کلام اللہ کا درس دیا جاتا ہے تو وہاں جاکر مَیں بھی بیٹھ کر قراءت سنتا رہوں اور صحیح قرأت کے علاوہ ترجمہ بھی سیکھ جاؤں۔ادھر اُدھر سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سوائے احمدیہ مسجد کے اور کہیں درس نہیں ہوتا۔میں نے دل میں کہا کہ خیر قرآنِ کریم سن لیا کروں گا اُن کے عقائد اور تعلیم کے بارے میں بالکل توجہ نہیں دوں گا۔جب میں جانے لگا تو آغا صاحب نے روکا اور کہنے لگے کہ اگر تم وہاں گئے تو ضرور مرزائی ہو جاؤ گے۔میں نے اُن کو یقین دلایا کہ میں مرزائی بننے نہیں جارہا، صرف قرآنِ شریف سننے جارہا ہوں۔وہ نہ مانے۔لیکن اگلے دن موقع پاکر میں مسجد احمدیہ میں پہنچ گیا۔حضرت میر حامد شاہ صاحب مرحوم اُن دنوں درس دیا کرتے تھے۔میں بلا ناغہ ہر روز درس میں حاضر ہو جایا کرتا تھا اور حقائق و معارف سنتا رہتا تھا۔جب کبھی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم قادیان سے آ کر درس دیتے تو اُن کے رُعب کی وجہ سے ہمارے غیر احمدی استاد بھی درس میں حاضر ہو جاتے تھے۔گو مجھے خاص طور پر بھی تبلیغ نہیں کی گئی لیکن قرآنِ کریم کے درس کے دوران میں ہی میرے سب شکوک رفع ہو گئے اور معلوم ہو گیا کہ سلسلہ احمدیہ پر سب الزامات بے بنیاد ہیں۔ان میں ذرا بھی صداقت نہیں۔آخر میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔چند دنوں کے بعد منظوری کا جواب آ گیا اور میں خوش قسمتی سے احمدیت کی آغوش میں آ گیا۔میں تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ نے مجھے شریف خاندان میں پیدا کیا۔ڈاکٹری جیسا شریف پیشہ سیکھنے کی توفیق دی۔میری اکثر دعائیں قبول فرمائیں۔سب مرادیں پوری کیں۔رزق دیا، اولاد دی اور سب سے بڑھ کر جو نعمت عطا فرمائی، وہ نبی آخر الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت تھی جس سے احمدی بننے کا فخر حاصل ہوا۔آغا صاحب کی بات سچی نکلی (جو انہوں نے کہا تھا کہ مرزائی ہو جاؤ گے) کہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مَیں سیدھے رستے پر پڑ گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 1 صفحہ 173 تا 176 روایت حضرت سید ولایت شاہ صاحبؓ)

یہ چند واقعات تھے جو مَیں نے بیان کئے۔

دعا کی تحریک

اِس وقت مَیں یہ بات بھی کہنا چاہوں گا کہ جوں جوں جماعت ترقی کی منازل طے کر رہی ہے، حاسدوں کی اور مفسدین کی سرگرمیاں بھی تیز ہوتی چلی جارہی ہیں اور وہ مختلف طریقوں سے جماعت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔بعض دفعہ چھپ کر حملے کرتے ہیں، بعض دفعہ ظاہری حملے کرتے ہیں، بعض دفعہ ہمدرد بن کر وار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس لئے ہر احمدی کو دشمن کے ہر قسم کے شر سے بچنے کے لئے بہت دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کی دعا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ باب مایقول الرجل اذا خاف قوماً حدیث نمبر 1537)

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

(تذکرہ صفحہ 363 ایڈیشن چہارم)

اور اس طرح باقی دعائیں بھی۔ثبات قدم کی دعا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

(البقرۃ: 251)

یہ ساری دعائیں اور درود شریف بھی میں نے کہا تھا، اس کو بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم دشمن کے ہر قسم کے شر سے محفوظ رہیں۔

(خطبہ جمعہ 12/ اکتوبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عبدالنور۔ نمائندہ الفضل آن لائن آئیوری کوسٹ

سالانہ جلسہ ریجن اپواسو Appoisso، آئیوری کوسٹ

کورونا وائرس نے جہاں عمومی طور تمام دنیا کو متاثر کیا تو وہیں آئیوری کوسٹ میں بھی عوام الناس کو اس کے باعث لاک ڈاؤن نیز دیگر پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ تاہم ان پابندیوں میں وقت کے ساتھ نرمی تو ہوئی لیکن کئی ایک پابندیاں اپنی معمولی حیثیت کے ساتھ تاحال باقی ہیں۔ انھیں پابندیوں کے باعث امسال آئیوری کوسٹ جماعت اپنا سالانہ جلسہ سالانہ ملکی سطح پر منعقد نہ کرواسکی۔ تاہم جلسہ چونکہ احباب جماعت کی روحانی تربیت کا باعث ہوتا ہے اس وجہ سے ملکی سطح پر جلسہ نہ ہونے کے باعث اس تشنگی کو پورا کرنے کے لئے نیشنل عاملہ و جلسہ سالانہ کمیٹی کی منظوری کے ساتھ ریجنل سطح پر جلسہ ہائے سالانہ منعقد کرنے کی تجویز منظور کی گئی۔ چنانچہ اس سلسلہ کی پہلی کڑی کے طور پر مورخہ 10و 11 دسمبر 2021ء بروز جمعۃ المبارک و ہفتہ کو اپواسو ریجن (Appoisso) کو اپنا جلسہ بعنوان ”آمد امام مہدی علیہ السلام“ منعقد کرنے کے سعادت نصیب ہوئی۔

جلسہ کے انعقاد سے قبل ریجنل مشنری مکرم کونے ابوبکر صاحب نے

ریجنل عاملہ و دیگر جماعتوں کی لوکل عاملہ کے ساتھ وقتاً فوقتاً میٹنگز کیں جس میں جلسہ کے کامیاب انعقاد کے متعلق مشورہ کے علاوہ جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے مقامی طور پر بھی کچھ رقم جمع کی گئی۔ جلسہ کے لئے آنے والے مہمانوں کا سلسلہ بروز جمعۃ المبارک شروع ہو گیا چنانچہ اس سلسلہ میں شعبہ حاضری بعد از نماز جمعہ فعال ہو گیا۔ بروز ہفتہ جلسہ کا باقاعدہ آغاز اجتماعی نماز تہجد کے ساتھ کیا گیا۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد درس قرآن کریم کا اہتمام کیا گیا۔ سات بجے کے قریب حاضرین جلسہ میں ناشتہ تقسیم کیا گیا۔ جلسہ کی تقریب کا آغاز 08:45 بجے صبح قرآن کریم کی تلاوت و فرینچ ترجمہ سے ہوا جس کے سیشن کی صدارت امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ مکرم عبدالقیوم پاشا صاحب نے کی۔ نظم کے بعد ریجنل مشنری صاحب نے لوکل روایت کے مطابق آنے والے مہمانان کو خوش آمدید کہا۔ مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب نے اپنے ابتدائی کلمات میں شاملین جلسہ کو تقریر کے ذریعے جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ جس کے بعد مکرم صدیق جیالو صاحب معلم سلسلہ نے تقریر بعنوان آمد امام مہدیؑ کی۔ بعد ازاں مکرم بالو احمد صاحب لوکل معلم سلسلہ نے نماز باجماعت کی اہمیت پر تقریر کی نیز مکرم صادق احمد صاحب ریجنل مشنری آبنگرو نے بعنوان مالی قربانی کی اہمیت تقریر کی۔ جس کے بعد مکرم امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ نے اختتامی تقریر بعنوان نظام خلافت کی اہمیت و برکات کی اور بعد ازاں دعا کروائی جس کے ساتھ جلسہ کی تقریب کا باقاعدہ اختتام ہوا۔ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد شاملین جلسہ کی تواضع

کھانے سے کی گئی۔

دوران جلسہ ذیلی تنظیم انصار اللہ، خدام الاحمدیہ و لجنہ اماء اللہ کے نیشنل صدران نے بھی اظہار خیال کرنے کی سعادت پائی۔ اس جلسہ میں ریجن اپواسو کی کل 05 جماعتوں نے شرکت کی نیز جلسہ کی کل حاضری 560 رہی۔ جبکہ جلسہ میں نیشنل عاملہ کے ممبران، ذیلی مجالس کے نیشنل صدران و دیگر ریجنز کے بعض معلمین کرام نے بھی شرکت کی۔ جبکہ مقامی طور پر 05 لوکل غیراز جماعت امام مسجد و کیتھولک مسلک کے مقامی پادری صاحب نے بھی جماعتی جلسہ میں شرکت کی اور جماعت احمدیہ کی تربیت کے اس طریقہ کار کو سراہا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت اپواسو کی اس کاوش میں برکت عطا کرے اور احباب جماعت کو جلسہ کی حقیقی روح کو سمجھتے ہوئے اس سے فیض اٹھانے کی توفیق عطا کرے۔ نیز مستقبل قریب میں دیگر ریجنز کو بھی جلسہ کی روح کو سمجھتے ہوئے ریجنل جلسہ ہائے سالانہ منعقد کرنے کی توفیق عطا کرتا جائے۔ آمین

فقہی کارنر

شادی کا مقصد اور تعدد ازدواج

اسلام نے نکاح کرنے سے علت غائی ہی یہی رکھی ہے کہ تا انسان کو وجہ حلال سے نفسانی شہوات کا وہ علاج میسر آوے جو ابتدا سے خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں رکھا گیا ہے اور اس طرح اس کو عفت اور پرہیزگاری حاصل ہو کر ناجائز اور حرام شہوت رانیوں سے بچا رہے کیا جس نے اپنی پاک کلام میں فرمایا کہ نِسَآؤُکُمۡ حَرۡثٌ لَّکُمۡ (البقرۃ:224) یعنی تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں اس کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ اس کی غرض صرف یہ تھی کہ تا لوگ شہوت رانی کریں اور کوئی مقصد نہ ہو کیا کھیتی سے صرف لہو ولعب ہی غرض ہوتی ہے یا یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو بیج بویا گیا ہے اس کو کامل طور پر حاصل کر لیں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا جس نے اپنی مقدس کلام میں فرمایا مُحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ (النساء:25) یعنی تمہارے نکاح کا یہ مقصود ہونا چاہئے کہ تمہیں عفت اور پرہیزگاری حاصل ہو اور شہوات کے بدنتائج سے بچ جاؤ۔ یہ نہیں مقصود ہونا چاہئے کہ تم حیوانات کی طرح بغیر کسی پاک غرض کے شہوت کے بندے ہو کر اس کام میں مشغول ہو کیا اس حکیم خدا کی نسبت یہ خیال کر سکتے ہیں کہ اس نے اپنی تعلیم میں مسلمانوں کو صرف شہوت پرست بنانا چاہا اور یہ باتیں فقط قرآن شریف میں نہیں بلکہ ہماری معتبر حدیث کی دو کتابیں بخاری اور مسلم میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت ہے اور اعادہ کی حاجت نہیں ہم اسی رسالہ میں لکھ چکے ہیں قرآن کریم تو اسی غرض سے نازل ہوا کہ تا ان کو جو بندہ شہوت تھے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع دلاوے اور ہر یک بے اعتدالی کو دور کرے۔ عرب میں صدہا بیویوں تک نکاح کر لیتے تھے اور پھر ان کے درمیان اعتدال بھی ضروری نہیں سمجھتے تھے ایک مصیبت میں عورتیں پڑی ہوئی تھیں جیسا کہ اس کا ذکر جان ڈیون پورٹ اور دوسرے بہت سے انگریزوں نے بھی لکھا ہے۔ قرآن کریم نے ان صدہا نکاحوں کے عدد کو گھٹا کر چار تک پہنچا دیا بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَۃً (النساء:4) یعنی اگر تم ان میں اعتدال نہ رکھو تو پھر ایک ہی رکھو۔ پس اگر کوئی قرآن کے زمانہ پر ایک نظر ڈال کر دیکھے کہ دنیا میں تعدد ازدواج کس افراط تک پہنچ گیا تھا اور کیسی بے اعتدالیوں سے عورتوں کے ساتھ برتاؤ ہوتا تھا تو اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ قرآن نے دنیا پر یہ احسان کیا کہ ان تمام بے اعتدالیوں کو موقوف کر دیا لیکن چونکہ قانون قدرت ایسا ہی پڑا ہے کہ بعض اوقات انسان کو اولاد کی خواہش اور بیوی کے عقیمہ ہونے کے سبب سے یا بیوی کے دائمی بیمار ہونے کی وجہ سے یا بیوی کی ایسی بیماری کے عارضہ سے جس میں مباشرت ہرگز ناممکن ہے جیسی بعض صورتیں خروج رحم کی جن میں چھونے کے ساتھ ہی عورت کی جان نکلتی ہے اور کبھی دس 10 دس 10 سال ایسی بیماریاں رہتی ہیں۔ اور یا بیوی کا زمانہ پیری جلد آنے سے یا اس کے جلد جلد حمل دار ہونے کے باعث سے فطرتاً دوسری بیوی کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے اس قدر تعدد کے لئے جواز کا حکم دے دیا اور ساتھ اس کے اعتدال کی شرط لگا دی سو یہ انسان کی حالت پر رحم ہے تا وہ اپنی فطری ضرورتوں کے پیش آنے کے وقت الٰہی حکمت کے تدارک سے محروم نہ رہے جن کو اس بات کا علم نہیں کہ عرب کے باشندے قرآن شریف سے پہلے کثرت ازدواج میں کس بے اعتدالی تک پہنچے ہوئے تھے ایسے بیوقوف ضرور کثرت ازدواجی کا الزام اسلام پر لگائیں گے مگر تاریخ کے جاننے والے اس بات کا اقرار کریں گے کہ قرآن نے ان رسموں کو گھٹایا ہے نہ کہ بڑھایا پس جس نے تعدد ازدواج کی رسم کو گھٹایا اور نہایت ہی کم کر دیا اور صرف اس اندازہ پر جواز کے طور پر رہنے دیا جس کو انسان کی تمدن کی ضرورتیں کبھی نہ کبھی چاہتی ہیں کیا اس کو کہہ سکتے ہیں کہ اُس نے شہوت رانی کی تعلیم سکھائی ہے؟

(آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 44۔ 45)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات...... از صفحہ 4

•بعض انگریز حکام کی قدر شناسی پر فرمایا کہ:۔
اب زمانہ بدل گیا ہے اور پنجابیوں کے ساتھ انگریزوں کی ساری قوم کا حسن ظن ہے اور بعض ایسے انگریز ہوتے ہیں کہ ان کا ارادہ ہوتا ہے کہ ماتحت کو فائدہ پہنچاویں تا کہ وہ ان کو یاد رکھے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 482-483 ایڈیشن 2016ء)

•بعد نماز مغرب مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی نے ایک پنجابی نظم سنانے کی درخواست کی جس میں انہوں نے الفاظ بیعت اور شرائط بیعت کو منظوم کیا ہوا تھا جب وہ سنا چکے تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:۔ اگر ان تمام (نظموں) کا ایک مجموعہ تیار کر کے چھاپا جاوے اور یہ گاؤں بہ گاؤں لوگوں کو سناتے پھریں تا کہ خلق خدا کو ہدایت ہو تو یہ بہت مفید ہو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 351 ایڈیشن 2016ء)

•اس کے بعد امرتسری صاحب نے اپنی پنجابی نظم سنائی۔ جس میں انہوں نے اپنے ایک خواب کا ذکر اور حضرت اقدسؑ کی زیارت کا شوق اور بیعت کی کیفیت اور حضرت کے فیوض و برکات کا ذکر درد دل اور دلکش پیرایہ میں کیا ہوا تھا۔ حضرت خود بار بار زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ
’’درد اور رقت سے لکھا ہوا ہے‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 369 ایڈیشن 2016ء)

•عشاء سے قبل قدرے مجلس کی اور اخبارات انگریزی سنتے رہے۔ ایک مقام پر فرمایا کہ:۔ خدا تعالیٰ جو نشان دکھلاتا ہے اشتہاری دکھلاتا ہے۔ کسوف وخسوف بھی اشتہاری تھا اور وہ آسمانی تھا۔ اب یہ طاعون بھی اشتہاری ہے اور زمینی ہے۔ اگر آج سے ایک ہزار برس پیشتر تک کی تواریخ پنجاب کی دیکھتے جاؤ تو جیسی طاعون اب ہے اس کی نظیر نہ ملے گی۔ ابھی تو اس کے پاؤں جمے ہیں۔ اگر یہ سرسری ہوتی تو اس کا دورہ ختم ہو جاتا۔ موت اور خوف بھی خدا کے رعب کا نظارہ ہے اور اصلاح کا وقت ہے ہر ایک قسم کی قبیح رسم خود بخود دور ہو جائے گی۔ ابھی تو کارروائی شروع ہے کسی کا قول ہے

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 436 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
•زمانہ کی رسم کے موافق اب لوگ طاعون کو کہتے ہیں کہ یہ معمولی بات ہے۔ یہ ایک قسم کا عام ارتداد ہے جو پھیل رہا ہے۔ جو لوگ ڈاکٹر ہوتے ہیں وہ نیم دہریہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے علاج اور اسباب پر اس قدر توکل اور تکیہ کیے ہوئے ہوتے ہیں کہ خدا سے ان کو کوئی تعلق نہیں رہتا۔

پنجاب میں طاعون کا حملہ بہت بڑھ کر ہے۔ بمبئی کراچی کا کوئی اوسط اس کے ساتھ مقابلہ نہیں کھاتا۔ اور یہ بہت بڑھی ہوئی تعداد موت کی ہے۔

پنجاب پر طاعون کا حملہ کیوں ہو رہا ہے؟ ہمارے نزدیک اس کی یہ وجہ ہے کہ خدا نے یہاں ایک سلسلہ قائم کیا ہے تو اول المکذبین یہی لوگ ہوئے ہیں اور انہوں نے ہی کفر کے فتوے دیئے ہیں۔ بعض آدمیوں نے کہا کہ یہ طاعون گویا ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔ یہ آواز کوئی نئی آواز نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کہا گیا تھا یَطَّیَّرُوۡا بِمُوۡسٰی (الاعراف:132) مگر مجھے یہ تعجب ہے کہ یہ لوگ طاعون کو ہماری شامت اعمال کا نتیجہ بتاتے ہیں۔ لیکن مبتلا خود ہوتے ہیں حالانکہ اگر ہماری شامت اعمال تھی تو چاہیے تھا کہ طاعون کی خبر تم کو دی جاتی۔ مگر یہ کیا ہوا کہ خبر بھی ہم کو دی گئی اور موتیں تم میں ہوتی ہیں۔ برخلاف اس کے ہماری حفاظت کا وعدہ کیا جاتا اور اسے ایک نشان ٹھہرایا جاتا ہے۔ کچھ تو خدا سے ڈرو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 213-214 ایڈیشن 2016ء)

(جاری ہے)

بقیہ: عباد الرحمٰن کی نشانیاں...... از صفحہ 7

انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس کو غور سے سنتے اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ وہ نیکی کے ہر میدان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہوئے اپنی عملی حالتوں کو بہتر سے بہتر بنانے میں لگے رہتے ہیں۔ جو بھی خدا کا پیغام اور نصیحت ہو اس پر سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا کے مظہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ صرف جسمانی طور سننے اور دیکھنے والے نہیں ہوتے بلکہ روحانی لحاظ سے بھی سَمِیۡعٌ بَصِیۡرٌ ہوتے ہیں۔

15۔صبر

یہ ایک ایسا اخلاقی عمل ہے جو بہت مشکل ہے مگر عباد الرحمٰن کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ صبر کرنے والے ہوتے ہیں۔ ایمان لانے پر جن مشکلات کا انہیں سامنا رہا اس وقت وہ صلوٰۃ اور صبر کے ذریعے خدا سے مدد مانگتے رہے اس وجہ سے خدا تعالیٰ نے انہیں وہ مضبوطی عطا کی جو عام لوگوں کو نصیب نہیں ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یاد رکھو صابر ہی شرح صدر کا رتبہ پاتا ہے۔ جو صبر نہیں کرتا وہ گویا خدا تعالیٰ پر حکومت کرتا ہے۔ خود اس کی حکومت میں رہنا نہیں چاہتا۔ ایسا گستاخ اور دلیر جو خدا تعالیٰ کے جلال اور عظمت سے نہیں ڈرتا وہ محروم کر دیا جاتا ہے اور اسے کاٹ دیا جاتا ہے۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ صبر کی حقیقت میں سے یہ بھی ضروری بات ہے کہ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ۔ صادقوں کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 192)

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں حقیقی عباد الرحمٰن بنا دے اور ہمارے عملوں کو مزید ترقی عطا کرے کہ ہم خدا اور اس کے رسول اور امام وقت اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہر نصائح پر لبیک کرنے والے ہوں تا کہ ہم ان نیک بندوں میں شامل ہوں جائیں جن میں یہ خصوصیات ہیں۔ آمین ثم آمین

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ انۡفَعۡنِیۡ بِمَا عَلَّمۡتَنِیۡ وَعَلِّمۡنِیۡ مَا یَنۡفَعُنِیۡ وَزِدۡنِیۡ عِلۡمًا۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَّأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ حَالِ أَھۡلِ النَّارِ

(جامع ترمذی، أَبۡوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ بَابٌ فِی الۡعَفۡوِ وَالۡعَافِیَۃِ حدیث:3599)

ترجمہ: اے اللہ! جو علم تو نے مجھے سکھایا اس کے ذریعہ مجھے نفع پہنچا۔ اور مجھے ایسا علم سکھا جو مجھے نفع پہنچائے اور مجھے علم میں بڑھا۔ تمام تعریفیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اور آگ والوں کے حال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔

یہ سید ومولیٰ، مقدس الانبیاء، خیر البشر، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی علم میں اضافہ کی دعا ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

چھوٹی مگر سبق آموز بات

بیٹے کو ماں کی نصیحت

خوش رہو، آباد رہو، ہنستے کھیلتے رہو۔ میری بھی اک نصیحت ہے یاد رکھنا۔ ماں کی حقیقت کو یاد رکھنا۔ ماں وہ چیز ہے جس کا بدل نہیں۔ باپ وہ چیز ہے جس کا اصل نہیں۔ بھائی وہ چیز ہے جس کی نقل نہیں۔ بہن وہ چیز ہے جس کی اور شکل نہیں۔ ان سب کو تو ہمیشہ یاد رکھنا، ہر لمحہ ان سب کو تو ہمیشہ شاد رکھنا۔ اک وہ وقت تھا میں تیرا سہارا تھی۔ اب وہ وقت ہے تو میرا سہارا ہے۔

(امی جی کی ڈائری سے ایک ورق: مبارکہ بیگم مرحومہ)
مرسلہ: ناصرہ احمد۔ کینیڈا

05 جنوری 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:38	17:52
مدینہ منورہ	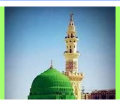	05:44	17:47
قادیان		06:03	17:38
ربوہ		05:42	17:18
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:36	16:11